مولانا مشتاق احمد (چنیوٹ)

دنیا کی بے ثباتی

اللہ جل شانہٗ نے دنیا کو انسان کیلئے ایک امتحان گاہ بنایا ہے۔ وہ انسان کو آزماتا ہے کہ انسان اچھے عمل کرتا ہے یا بُرے، خیر و نیکی کا ساتھ دیتا ہے یا برائی اور شر کا۔ اگر جائز حدود میں رہ کر دنیا حاصل کی جائے تو کوئی قباحت نہیں ہے۔ اور اگر طلب دنیا کے لئے جائز، ناجائز، حلال و حرام کا امتیاز اٹھا دیا جائے تو یہ گناہِ عظیم اور ہلاکت کا باعث ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ فرماتے ہیں "انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا اصل راز یہ ہی رہا ہے کہ وہ دنیا کو قلب سے نکالیں گو ہاتھ میں بقدرِ ضرورت رہے۔ قلب تو بس حق تعالیٰ ہی کے رہنے کی جگہ ہے۔ صاحبو! قلب کو صاف رکھو، نہ معلوم کس وقت نورِ حق اور رحمت حق قلب پر جلوہ گر ہو جائے۔ اس لئے ہر وقت اس کے مصداق بنے رہو۔

یک چشم زدن غافل ازاں شاہ نباشی
شاید کہ نگاہے کند ، آگاہ نباشی

ان فضولیات کو چھوڑو، کیوں اپنی عاقبت خراب کرتے ہو، مسلمانوں اور کافروں میں تو یہی فرق ہے کہ مسلمان عاقبت کی فکر میں لگے ہیں اور دنیا کو چھوڑے ہوئے ہیں اور کفار عاقبت کو چھوڑے ہوئے ہیں اور دنیا کی فکر میں لگے ہیں۔

(الافاضات الیومیہ ملفوظ نمبر ۱۵ یکم شوال المکرم ۱۳۵۰ھ)

مزید فرماتے ہیں: "دنیائے مذموم و ملعون کی مثال ایسی ہے جیسے کوڑے پر سبزہ جما ہوا، جس کو کوئی دیکھنے والا سمجھے کہ یہ ایک چمن ہے اور اس کے ظاہر رنگ و روپ کو دیکھ کر فریفتہ اور جب وہاں پہنچے تو نجاست سے بھر جائے۔ یہی حال دنیا کا ہے کہ ظاہر تو اس کا بہت بھلا ہوتا ہے مگر اندر نجاست بھری ہوتی ہے۔ یا خوبصورت سانپ کی سی مثال ہے جس کا ظاہر تو اچھا ہے نقش و نگار سے آراستہ ہے مگر اندر زہر بھرا پڑا ہے۔

زہرِ ایں مارِ منقش قاتل است
باشد ازوے دور ہرکو عاقل است

اگر بچے کے سامنے سانپ چھوڑ دو تو وہ اس کی ظاہری خوبصورتی کو دیکھ کر اس پر فریفتہ ہو جاتا ہے اور اس کو پکڑ لیتا ہے۔ اس کو یہ خبر نہیں کہ اس کے اندر زہر بھرا ہوا ہے۔ مگر اس کا انجام کیا ہوگا؟ ہماری حالت بھی اسی بچے کی سی ہے کہ ہم دنیا کی ظاہری آب و تاب اور نقش و نگار اور رنگ و روپ پر فریفتہ ہیں اور اندر کی خبر نہیں۔ یہ بھی تجربہ ہے کہ سانپ جتنا خوبصورت ہوتا ہے اسی قدر زہریلا ہوتا ہے۔ اسی لئے حقیقت شناس اس کی طرف رغبت نہیں کرتے" (کمالاتِ اشرفیہ، ص ۱۴۹)

دنیا کی حقیقت سے روشناس کرانے اور دنیا کے شیدائیوں کو راہ اعتدال پر لانے کیلئے مختلف بزرگوں نے بڑے عمدہ

اور نرالے انداز اختیار کئے ہیں۔جن میں سے ایک انداز درج ذیل ہے۔

عقل مند آدمی کبھی بھی دنیا میں اس طرح مستغرق نہیں ہوتا کہ وہ دین وآخرت کو بھول جائے ۔ بلکہ وہ دنیا کو بقدر ضرورت اختیار کرتا ہے اور ضرورت سے زائد دنیا سے دور بھاگتا ہے۔ عقل مند انسان دنیا سے درج ذیل وجوہ کی بنیاد پر گریز کرتا ہے۔

(۱)۔ انسان کا کمال اس چیز میں ہے کہ وہ الٰہیات کا عالم ہو اور جسمانیات میں وہ بادشاہ اور مالک ہو اور ان دونوں قسم کے مراتب میں بعد عظیم ہے جو کہ غیر متناہی ہے۔اور مطلق کمال اِن دونوں امور میں صرف اللہ کی ذات کیلئے ہے اور اس کے علاوہ ہر چیز ناقص ہے اور ناقص کو جب اپنے نقص کا علم ہو جائے اور وہ لذتِ کمال کا ذائقہ چکھ لے تو وہ کمال کی طلب کے سلسلہ میں مسلسل رنج والم کا شکار رہتا ہے۔اور مطلق کمال صرف اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کو حاصل ہے اور انسان کیلئے اس کمال کا حصول ممتنع ہونے کی وجہ سے وہ مسلسل اضطراب کا شکار رہتا ہے۔

(۲)۔ خطباء وبلغاء نے دنیا کی مذمت میں جو کچھ بیان کیا ہے،اس کا خلاصہ تین چیزیں ہیں۔

(ا) دنیوی سعادتیں جلد ختم ہونے والی اور اس کے زوال کے وقت فناء اور رنج تک پہنچانے والی ہیں اور ان دنیوی سعادتوں کے حصول کے وقت انسان کو جو لذت حاصل ہوتی ہے۔ان سعادتوں کے زوال کا غم،ان کے حصول کی لذت سے زیادہ ہے۔

(ب) دنیوی سعادتیں خالص نہیں ہیں بلکہ ان میں ناپسندیدہ امور کی ملاوٹ ہے۔

(ج) اللہ کی مخلوق میں سے گھٹیا قسم کی مخلوق،اعلیٰ مرتبہ والی مخلوق کے ساتھ ان دنیوی سعادتوں (اور نعمتوں) میں برابر کی شریک ہے بلکہ بسا اوقات گھٹیا لوگ اعلیٰ لوگوں سے ان دنیوی سعادتوں میں بڑھ جاتے ہیں۔

یہ تین پہلو انسان کو ان دنیوی لذات سے متنفر کرتے ہیں اور جب عقلمند کو معلوم ہوتا ہے کہ ان لذات کے ساتھ یہ تین متنفر کرنے والے امور لازماً پائے جاتے ہیں تو وہ لامحالہ دنیا سے نفرت کرتا ہے۔

(۳)۔جسمانی لذتوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور ان جسمانی لذات کا خلاصہ رنج والم کو دور کرنا ہے۔لذتِ طعام نام ہے بھوک کی اذیت کو دور کرنے کا،لذت جماع نام ہے اس تکلیف کو دور کرنے کا غلبہ شہوانیت کے نتیجے میں جمع شدہ جوش کا ثمرہ ہے۔حکمرانی اور سرداری کی لذت عبارت ہے اس اذیت کو دور کرنے سے جو،انتقام کی خواہش اور سرداری کی طلب کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔جب ان لذات کا حاصل تکلیف کو دور کرنے کے سوا کچھ نہیں ہے تو لامحالہ عقل کے نزدیک یہ لذات حقیر،گھٹیا اور ٹھہرتی ہیں۔

جب عقل مند شخص ان حقائق پر غور کرتا ہے تو اسے یقینی علم حاصل ہو جاتا ہے کہ ان لذات کی طلب اور کوشش میں کوئی بہتری نہیں ہے۔دوسری طرف ان تینوں امور کی شدید محبت اور ان تک پہنچنے کی مکمل رغبت انسان کی فطرت میں رکھ دی گئی ہے اور جب تک وہ زندہ ہے ان لذات کا طلبگار رہتا ہے اور ان لذات کو طلب کرنے کی وجہ سے وہ مصائب وآفات کا شکار ہوتا ہے ۔(تفسیر کبیر امام رازی،جلد ۸،صفحہ ۲۲۳ تا ۲۲۵)

نصوص صریحہ،قطعیہ اوراحادیث مبارکہ اور دلائل عقلیہ کے پیش نظر عقلمند آدمی نفسانی خواہشات کے تیز رو گھوڑے کو لگام دیئے رکھتا ہے، وہ ایسے انداز میں زندگی بسر کرتا ہے جیسے رسول اکرم ﷺ نے الدنیا سجن المؤمن وجنة الکافر (دنیا مؤمن کیلئے قید خانہ اور کافر کیلئے جنت ہے) سے تعبیر فرمایا ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام رازیؒ کے دنیوی نعمتوں کی حقیقت سے متعلق مضمون نقل کرنے کے بعد حضرت تھانویؒ کے چند مزید ملفوظات نقل کئے جائیں، جن سے فکر آخرت کی ترغیب پیدا ہوتی ہے۔

(۱) کوئی شخص دنیا نہ کماتا ہو مگر دین سے غافل ہو تو اس کو حبِ دنیا حاصل ہے اور کسب دنیا حاصل نہیں۔ کیونکہ دین سے غفلت ہونا یہی حب دنیا ہے۔

(۲) میں یہ نہیں کہتا کہ دنیا کو چھوڑ دو اور تمام تعلقات کو ترک کر دو بلکہ غرض یہ ہے کہ دنیا میں اس قدر منہمک نہ رہو کہ خدا کو بھی بھول جاؤ بلکہ دنیا کو حقارت کی نظر سے دیکھو اور خاصانِ خدا کی عزت کرو۔

(۳) تاریخ اس امر کی شہادت دے رہی ہے کہ مسلمانوں کی دنیا دین کے ساتھ درست ہوتی ہے یعنی جب ان کے دین میں ترقی ہوتی ہے تو دنیا میں بھی ترقی ہوتی ہے اور جب دین میں کوتاہی ہوتی ہے تو دنیا بھی خراب ہو جاتی ہے۔

(۴) دنیا کو فانی سمجھو، عملاً بھی اور استحضاراً بھی اور اس کو ہر وقت یاد رکھو تاکہ درجۂ حال حاصل ہو جائے اور اس کو ہر وقت یاد رکھو تاکہ درجۂ حال حاصل ہو جائے۔ اس اعتقاد میں جو شخص پختہ ہو گا اور رسوخ حاصل کرے گا، اس کو اعمال صالحہ کی زیادہ توفیق ہوگی کیونکہ اصل مرض دنیا سے جی لگانا ہے۔ اس کا علاج یہی ہے کہ فنائے دنیا کو سوچتا رہے۔

(۵) فرائض کی پابندی اور محرمات سے اجتناب کا نام طلب آخرت ہے۔

(۶) ارادۂ آخرت کہتے ہی ایمان اور عمل صالح میں سعی کرنے ہیں۔ کیونکہ اس کے بغیر طلب آخرت متحقق ہی نہیں ہو سکتی۔ طلب کیلئے علامت بھی چاہیے۔ طلب آخرت کی علامت یہی ہے کہ ایمان اور عمل صالح اختیار کیا جائے۔

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

☆ دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان ☆ 30 جنوری 2003ء بروز جمعرات، بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم (امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

نوٹ: رات قیام کرنے والے حضرات گرم چادر ہمراہ لائیں۔

الداعی: سید محمد کفیل بخاری ناظم جامعہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان فون: 061-511961